احساسِ ندامت

منظر مظفر پوری

کلہوا پیغمبر پور، کلہوا چوک، کلہوا، کلواری، ضلع مظفر پور۔843108 (بہار)

میں بچپن میں سائیکل بہت تیز چلاتا تھا۔جس کی وجہ سے میں اکثر کسی نہ کسی کو ٹھوکر مار دیا کرتا تھا، یا ٹھوکر کھا جایا کرتا تھا۔

ایک روز میرے ساتھ ایسا ہوا کہ ٹیوشن پڑھ کر گھر لوٹنے کے دوران خستہ حال سڑک پر تیز رفتار سے سائیکل چلانے کے نتیجے میں سائیکل کا فریم ٹوٹ گیا.... اور میں لہراتے ہوئے زمین پر گر پڑا، لیکن اللہ کی کرم فرمائی رہی کہ مجھے معمولی طور پر چوٹ آئی، یعنی میں بچ گیا۔ البتہ گھر پہنچنے کے بعد چچا جان سے میرا بچ پانا مشکل تھا۔ کیوں کہ وہ بیحد سخت مزاج تھے۔ گھر کے دوسرے بچوں کے علاوہ چچا جان میرے بھی طور طریقے پر کڑی نظر رکھا کرتے تھے۔ البتہ میرے ابو ذرا نرم مزاج اور اعتدال پسند شخص تھے۔ وہ دوسرے شہر میں ملازمت کرتے تھے۔ چھٹیاں بتانے جب وہ گھر تشریف لاتے تو ہماری چھوٹی چھوٹی شرارتوں پر خاص توجہ نہیں دیتے تھے۔

جب میں ٹوٹی ہوئی سائیکل کو کسی طرح ڈھوتے ہوئے گھر پہنچوں گا تو چچا جان کے سامنے کیا صفائی پیش کروں گا؟...امی اور گھر کے دوسرے لوگوں سے تو جھوٹ بول کر ان کے اعتماد و ہمدردی کو آسانی سے بحال کر لوں گا کہ کسی بائک سوار نے ٹھوکر مار دی۔

لیکن چچا جان کے سامنے اپنے جھوٹ پر کس طرح پردہ ڈال سکوں گا؟.... اُنہیں تو بعض اوقات میری سچائی پر بھی جلدی یقین نہیں آتا۔ پھر میرے سفید جھوٹ پر وہ کیسے اعتبار کر لیں گے؟

میں اُلجھن میں پڑ گیا۔ اسی بیچ ایک ترکیب سوجھی۔ میں نے دکان سے ایک بلیڈ خریدی اور سڑک کے کنارے سناٹے میں کھڑے ہو کر دل کو سخت کرتے ہوئے اپنے ہاتھ پیر کو معمولی طور پر زخمی کر لیا۔ پھر غمناک چہرہ بنائے کراہتے ہوئے گھر پہنچا۔

امی کی نظر جیسے ہی میرے زخموں پر پڑی، وہ تڑپ اُٹھیں اور رونے لگیں۔ میری اور سائیکل کی دُردَشا دیکھ کر گھر کے سبھی لوگوں کو یقین ہو گیا تھا کہ میں بازار میں ٹھوکر کھا گیا ہوں۔ البتہ چچا جان مجھے عجیب نظروں سے مسلسل گھور رہے تھے۔

''یہ سب کیا معاملہ ہے میاں؟''...اُن کی آواز

میں زبردست جھنجھلاہٹ تھی۔

میں جواب میں جھوٹی صفائی پیش کرنے لگا۔

''دیکھوتم سراسر جھوٹ بول رہے ہو۔ میں تمہاری رگ رگ سے واقف ہوں۔''

چچا جان زور سے چیخ پڑے۔اس پر میری سٹّی پٹّی گُم ہوگئی۔میرے تئیں چچا جان کا ایسا سخت رویہ امی کو بے حد ناگوار لگا۔اُنھوں نے چچا جان کی کلاس لیتے ہوئے کہا،''مختار!تم میرے بچے کے چچا ہو، یا دُشمن؟... جب دیکھو اِسے بات بات پرٹارچر کرتے رہتے ہو۔ میں نے مانا کہ یہ جھوٹ بول رہا ہوگا، لیکن اِس کی زخمی حالت، پھٹے کپڑے اور ٹوٹی ہوئی سائکل کو دیکھ کر آخر کیا ظاہر ہوتا ہے؟''

''دیکھئے بھابھی آپ بالکل خاموش رہیں، ورنہ ٹھیک نہیں ہوگا۔کیوں کہ آپ کے ہی بے جالاڈ پیار نے اِسے کوڑی کا تین کر دیا ہے۔میں آپ کے صاحب زادے کی رگ رگ سے واقف ہوں۔یہ لڑکا اول درجے کا بدمعاش اور جھوٹا ہے۔''

چچا جان کو میں نے امی سے اِس بے رُخی سے پیش آتے دیکھا تو مجھے بہت تکلیف پہنچی۔جی چاہا کہ چچا جان کو تاکید کروں،''آپ میری امی سے تمیز سے پیش آئیں۔وہ آپ سے بڑی ہیں۔''

لیکن ایسا کرنے کی مجھ میں ہمت نہیں ہورہی تھی۔میرا دل کیسے کیسے تو کر رہا تھا۔

''بیٹا،تم کو میری قسم۔جو سچ ہے، وہی بتا۔'' کہتے ہوئے امی نے میرا ہاتھ پکڑ کر اپنے سر پر رکھ دیا۔نتیجتاً میں سخت اُلجھن میں پڑ گیا تھا۔

کیوں کہ میرے سچ بولنے پر یہ طے تھا کہ چچا جان امی پر اور حاوی ہوجاتے۔جبکہ اب میں کسی بھی قیمت پر اپنی سیدھی سادی اور نہایت مہربان امی کو مزید رُسوائی سے دوچار ہوتے دیکھنا برداشت نہیں کر سکتا تھا اور نہ ہی اُن کے یقین کا خون کرنا گوارا تھا۔ لہٰذا مجھے امی کے سر پر اپنے کانپتے ہاتھ رکھ کر ایک بار پھر جھوٹی قسم کھاتے دیکھ کر چچا جان غصے سے آگ بگولہ ہواٹھے۔ساتھ ہی وہ دانت نکوستے ہوئے کسمسا بھی رہے تھے۔

میں چچا جان کی کیفیت بخوبی محسوس کر رہا تھا۔ میں یہ بھی سمجھ گیا تھا کہ چچا جان میری اصلیت اچھی طرح جان رہے ہیں۔یقیناً اُن کو کسی نے میری کرتوت میرے گھر پہنچنے سے قبل ہی بتادی تھی۔

امی کی نگاہ میں چچا جان کو جھوٹا ثابت کرنا....اور چچا جان کی نظر میں میرا اس طرح گِر جانا، یہ احساسِ غم مجھے ہمیشہ پریشان کرے گا۔

اسی کے ساتھ بازار سے گھر تک لوٹنے کے اُس سفر نے میرے احساس کو ایسا جھنجھوڑا کہ زمینی سفر ہی نہیں، بلکہ نظریاتی اور عملی سفر بھی ہوش مندی سے کرنے کا عادی ہوگیا ہوں۔

○○

○○